

بھینسوں کی جدید طرز پر افزائش



ادارہ تحقیقات افزائش حیوانات بہادرنگر اوکاڑہ

Livestock Production Research Institute Bahadurnagar Okara

Ph# 044-2661181

E-mail: dsclpri@gmail.com

ناشر

ڈاکٹر محمود اعجاز گورسی ڈائریکٹر

مصنف

ڈاکٹر منصور مبین فارم منیجر

ڈاکٹر مظفر اکمل ویٹرنری آفیسر

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ

عمر حیات ویٹرنری اسٹنٹ

حرف آغاز

اگر بھینس کے تاریخی پس منظر کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بھینس دودھ پیدا کرنے اور کاشتکاری و بار برداری کیلئے قوت مہیا کرنے کے اعتبار سے دوہرے اوصاف کا حامل جانور تو پہلے ہی تھا۔ مگر گزشتہ دو دہائیوں کے دوران قومی اور بین الاقوامی سطح پر کی جانے والی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ معیاری گوشت پیدا کرنے کی صلاحیت کے پیش نظر بھینس اب تہرے اوصاف کا جانور ہے۔ گھٹیا معیار کے چارہ جات کو جزو بدن بنا کر اسے گوشت جیسی نعمت میں تبدیل کرنے کی اس خوبی کی بنا پر بلا شرکت غیرے بھینس گوشت پیدا کرنے والے جانوروں میں منفرد مقام رکھتی ہے۔

دیگر ممالک میں گائے کے مقابلہ میں نسبتاً کم غذائی ضروریات کے سبب بھینس کو سستے پیمانے پر گوشت پیدا کرنے کا اہم ذریعہ تصور کیا گیا ہے۔ اٹلی، بلغاریہ، مصر، فلپائن اور یوگوسلاویہ میں گوشت کے مقاصد کے لیے بھینسوں کو فروغ دینے کے کامیاب تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ یہ جانور ایک کلوگرام یومیہ سے بھی زائد شرح بڑھوتری کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان ممالک میں بھینس کو گوشت پیدا کرنے والے جانوروں کی حیثیت سے پالنے کے رجحان میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ رجحان غالباً دو وجوہات کی بنا پر ہے۔ یعنی غیر معیاری اور فاضل زرعی اجزائے خوراک کو زیادہ سے زیادہ استعمال میں لا کر گوشت میں تبدیل کرنے کی گائیوں کی نسبت زیادہ اہلیت اور طبعاً و عادتاً شریف اور مطیع جانور کا درجہ رکھنے کے سبب گوشت کیلئے فروغ دینے والے جانوروں کے طور پر بہتر موزونیت۔

پاکستان میں بھینسوں کی افزائش مذکورہ بالا تین اوصاف کو سامنے رکھ کر کی جاتی ہے۔ انسان عمر کے خواہ کسی حصے میں پہنچ جائے دودھ اس کی خوراک کا اہم جزو سمجھا جاتا ہے۔ چھوٹے پیمانے کی کاشتکاری اور اجناس کی کھیت سے منڈی تک نقل و حمل آج کے مشینی دور میں بھی جانوروں کی محتاج ہے۔ جن میں بھینس جیسے جفاکش جانور کی خدمات کو کسی طرح بھی پس پشت نہیں ڈالا جاسکتا۔ گوشت کے صارفین میں زیادہ تعداد متوسط اور غریب طبقہ کے افراد کی ہے جو سستا ہونے کے سبب بڑا گوشت کھاتے ہیں۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق ملک میں سالانہ پیدا کئے جانے والے گوشت کا تقریباً 50 فیصد صرف بھینسوں سے حاصل ہوتا ہے۔ بھینس جیسے کثیر الاوصاف جانور کی منفرد خدمات اور زرعی معیشت میں اس کی واضح اہمیت کے پیش نظر اس کی افزائش کے بعض پہلوؤں کا شت کار، گلہ بان اور ڈیری فارمز حضرات کی خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ ملکی سطح پر کی جانے والی تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ بھینسوں میں نسل کشی، خوراک، رکھ رکھاؤ اور بیماریوں جیسے پہلوؤں میں وسیع تر گنجائش موجود ہے۔ افزائش کے یہ پہلو نہ صرف ماضی میں نظر انداز کئے جاتے رہے بلکہ ابھی تک لاپرواہی اور عدم التفات کا شکار ہیں جس کے نتیجے میں ہماری بھینس ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اپنی پیداواری صلاحیتوں کو صحیح طور پر اجاگر کرنے میں قاصر رہی ہے۔

قبل اس کے کہ بھینسوں کی افزائش کے متعلق درپیش مسائل کا حل تحقیق کی روشنی میں تلاش کیا جائے۔ وطن عزیز میں پائی جانے والی بھینسوں کی نسلوں کا تعارف، ان کا تاریخی پس منظر، وجہ تسمیہ، آبائی وطن، حلیہ اور پیداواری اوصاف کا مختصر خاکہ پیش کرنا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔

بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں 1915ء تک اوکاڑا، ساہیوال، ملتان، فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اضلاع محدود تھا جن میں ضلع ساہیوال کی تحصیل چیچہ وطنی، ضلع اوکاڑا کی تحصیل اوکاڑا تحصیل دیپالپور ضلع وہاڑی کی تحصیل میلسی، ضلع بہاولپور کا کچھ حصہ اور ضلع فیصل آباد کے کمالیہ سمندری اور تاندلیا نوالہ کے علاقے شامل تھے۔ یہ نشیبی علاقے جہاں زمین ریتلی ہے۔ موسم گرما میں بلا کی گرمی پڑتی ہے اور بارش بہت کم اور باقاعدگی سے ہوتی ہے۔ اہم زرعی فصلات میں پھلی دار اجناس، سرسوں، شلجم، مکئی، جوار، سیجی، مینا، شفتل، گوارہ، گندم اور چنے قابل ذکر ہیں، گوکہ اب کسان رائی گاس، مٹ گاس سے بھی متعارف ہو چکے ہیں اور وسیع پیمانے پر ان کی کاشت کر رہے ہیں۔ یہ فصلات بھینسوں کے لئے مرغوب غذا کا درجہ رکھتی ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علاقے میں نہروں کا جال بچھ گیا اور ماحول، آب و ہوا اور زراعت نے بھی ایک نیا رخ اختیار کیا۔ اب نقد آور فصلات مثلاً گندم، گنا، کپاس، مکئی، چاول وغیرہ روایتی فصلات کے علاوہ کثرت سے کاشت کی جا رہی ہیں۔ ان فصلات کے فاضل اجزاء بھینسوں کے لئے بہترین خوراک کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ نہروں اور دریاؤں کا پانی اور دلدل بھینسوں کے لوٹنے اور کھیلنے کا ماحول مہیا کرتے ہیں جو کہ اس جانور کی طبع کے عین مطابق ہیں۔

نسلین

نیلی:

چار دہائیاں قبل نیلی بھینس پنجاب کی نہایت ہی عمدہ نسل تھی جو مختلف خصوصیات کی وجہ سے پہچانی جاتی تھی۔ نسل کا آبائی وطن دریائے ستلج کی وادی تھا جس میں ضلع وہاڑی کی تحصیل میلسی اور ضلع پاکپتن شامل ہیں۔ ستلج کے نیلے پانی کی وجہ سے نسل کا نام نیلی مشہور ہوا۔ اس نسل کے جانوروں کی زیادہ تر تعداد سیاہ رنگ رکھتی تھی لیکن کہیں کہیں بھورے رنگ کے جانور بھی دیکھنے کو ملتے ہیں

چھوٹا مضبوط سر، دھنسی آنکھوں اور پچکے گالوں والی سیاہ تھوٹھی، جڑ سے موٹے خم دار نوکیلے سینگ، لمبی گردن، لٹکتے کان، زمین کو چھوتی ہوئی دم، چھوٹی ٹانگیں، جسم حوانہ میں مناسب فاصلے پر پیوستہ کم وبیش 20 سینٹی میٹر لمبے تھن نیلی نسل کی بھینس کے امتیازی خدوخال ہیں۔ نرم و ملائم بالوں والی چھدری کھال کارنگ عموماً کالا سیاہ ہوتا ہے۔ دودھ کی یومیہ پیداوار 9.35 سے 14.95 کلوگرام ہے۔

راوی:

راوی بھینسوں کی دوسری نسل تھی جس کا علاقہ دریائے راوی کی وادی ساندل بار ہے۔ جس میں اوکاڑا، کمالیہ، سمندری، تاندلیا نوالہ اور چیچہ وطنی کے نواحی علاقے شامل ہیں۔ تھوڑی تعداد میں گجرات اور جھنگ میں دریائے چناب کے کنارے پر بھی یہ نسل ملتی ہے۔ اس نسل کے جانور بھی عموماً سیاہ رنگ کے تھے، لیکن بھورے رنگ میں بھی خاصی تعداد دیکھنے کو ملتی تھی۔

اس نسل کے جانور کا سر نیلی کے مقابلے میں کافی بڑا، پیشانی ہموار، گردن چھوٹی مگر موٹی ہوتی ہے۔ کشادہ کمر، بھاری جسامت، لمبے تھن، بل کھاتے اور نیچے گرتے سینگ، چمکدار بغیر بالوں کی کھال اور لمبی پتلی دم راوی نسل کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ دودھ کی یومیہ پیداوار 7.45 سے 14.20 کلوگرام ہے۔

پنج کلیان نیلی اور راوی دونوں کی مشترکہ خصوصیات ہیں جو کہ شائقین میں مقبولیت اور خوبصورتی کی علامت تصور کی جاتی ہے۔ اور جانوروں کی قلیل تعداد میں ملتی ہے۔ ایسے جانوروں کے چاروں پاؤں کا گھٹنے سے نچلا حصہ، پیشانی، دم، تھوڑی اور دونوں آنکھوں کا اندرونی حصہ سفید رنگ میں ہوتا ہے۔ اس خصوصیت کو دودھ کی پیداوار سے کوئی تعلق ہے یا نہیں۔ اس امر پر تحقیق کی ضرورت ہے۔

نیلی راوی:

گو ماضی میں نیلی اور راوی دو الگ الگ نسلیں تھیں لیکن آج کل ان نسلوں کے جانور خالص حالت میں دستیاب ہونا ایک مشکل بلکہ ناممکن امر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں نسلوں کے آبائی وطن کا ایک دوسرے سے انتہائی قریب ہونے کے سبب نیلی اور راوی دونوں نسلیں مخلوط ہوتی چلی گئیں۔ برسوں کے نسلی انحطاط کے نتیجہ میں آج کل پنجاب میں پائی جانے والی بھینس دونوں نسلوں کے مشترکہ اوصاف کی حامل ہے۔ لہذا ماہرین نے اس نسل کا مشترکہ نام نیلی راوی رکھ دیا ہے۔ اس نسل کے پیداواری اوصاف حسب ذیل ہیں۔

پیداواری اوصاف

پہلی بار بچہ دینے پر اوسط عمر	1390 دن
دودھ دینے کا اوسط عرصہ	322 دن
دودھ کی فی بیانت اوسط پیداوار	2430 لیٹر
دودھ کی یومیہ پیداوار	7.8 لیٹر
دو بیانتوں کی درمیانی وقفہ	512 دن
خشک عرصہ	190 دن

گو نیلی راوی بھینس میں دودھ کی فی بیانت اوسط پیداوار 2430 لیٹر ہے۔ لیکن ایسی بھینس بھی موجود ہیں جو ایک بیانت میں 3000 سے 5000 لیٹر دودھ پیدا کرتی ہیں۔

کنڈی:

اس نسل کا آبائی وطن صوبہ سندھ کے اضلاع لاڑکانہ، حیدر آباد، نواب شاہ اور سکھر ہیں۔ کنڈی بھینسوں کے سینک چھوٹے اور خمدار ہوتے ہیں۔ جو چھپروں کی مچھلی پکڑنے والی کنڈی سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے نسل کا نام کنڈی مشہور ہے۔ بھاری جسم۔ نسبتاً چھوٹی ٹانگیں، ملائم جلد، باریک دم اور کالا سیاہ جسم اس نسل کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

پیداواری اوصاف

پہلی بار بچہ دینے پر اوسط عمر	1640 دن
دودھ دینے کا اوسط عرصہ	325 دن
دودھ کی فی بیانت اوسط پیداوار	2215 لیٹر

6.8 لیٹر

دودھ کی یومیہ پیداوار

551 دن

دو بیانتوں کی درمیانی وقفہ

226 دن

خشک عرصہ

آئیے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کیلئے بھینسوں کی افزائش کے ان پہلوؤں پر بحث کریں جن پر ماضی میں پوری توجہ نہ دی گئی تاکہ بھینس جیسے جانور کی پرورش جدید خطوط پر کر کے ملک و قوم کو دودھ اور گوشت کی قلت کے بحران سے نکالنے کی راہ اجاگر ہو سکے۔

1- نسل کشی:

نسل کشی کے عنوان کے تحت کئی امور کسانوں کی بھرپور توجہ کے مستحق ہیں۔ جس میں جانوروں کا انتخاب، سن بلوغت، جنسی تحریک اور شرح زرخیزی انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

جانوروں کا انتخاب:

بھینس پالنے والے شائقین کی اکثریت ایک طویل عرصہ سے بھینسوں کی نسل کشی کے ضمن میں نر اور مادہ دونوں کے انتخاب کی اہمیت سے بے بہرہ ہے اور نسل کشی کا عمل آج بھی جانوروں میں اچھے اور برے کی تمیز کے بغیر جاری ہے۔ انتخاب کے سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین کرنا مقصود ہے کہ اچھے دودھیل جانوروں کا انتخاب کرنے کے دو بنیادی اصول ہیں۔ ایک جانور کی ظاہری شکل و شباهت اور دوسرا اس کے اندر پوشیدہ صلاحیتوں کی جانچ پڑتال ظاہری کل و شباهت کے تحت عموماً جسم، حوانہ اور تھنوں کی بناوٹ کو خاص اہمیت دی جاتی ہے مگر جسم کے باقی حصوں پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاتی۔ تجربات و تحقیق سے جو حقائق مشاہدے میں آئے ہیں ان کے مطابق جانور کے وزن جسم کی لمبائی اور چھاتی و پیٹ کی گولائی کا اثر دودھ کی پیداوار پر 12.33 فیصد ہوتا ہے اور پیٹ کی گولائی میں ہر انچ 2.54 سنٹی میٹر کے اضافہ پر دودھ کی یومیہ پیداوار میں 31. کلو گرام اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ بھینسوں کے انتخاب کے وقت دودھ کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے ظاہری شکل و شباهت کے علاوہ پیٹ کی گولائی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جانوروں میں دودھ پیدا کرنے کی صلاحیت اپنے آباؤ اجداد سے ورثہ میں ملتی ہے۔ چنانچہ ماؤں اور بیٹیوں کے دودھ کی پیداوار کا موازنہ جھوٹیوں کے انتخاب میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ ایک زمانہ تک جانوروں کے انتخاب کے معاملہ میں صرف ان ماؤں کے پیداواری ریکارڈ پر انحصار کیا جاتا رہا۔ یہ طریقہ انتخاب (Pedi greetesting) کہلاتا تھا۔ لیکن علم جینیات (Genetics) کے ماہرین نے تحقیق کے بعد اخذ کیا ہے کہ انتخاب کا یہ طریقہ اتنا معتبر نہیں۔ جدید تحقیق نے رہنمائی کی ہے کہ انتخاب کے معاملہ میں ماؤں اور بیٹیوں کے پیداواری ریکارڈ کے موازنہ کے بعد جو جانور ماؤں کی اوسط پیداوار کی حدود کو نہ چھو سکیں انہیں چھائی کے بعد گلہ سے خارج کر دیا جائے اور منتخب شدہ جانوروں کی پیداوار کی بنیاد پر درجہ بندی کی جائے۔ اس طریقہ انتخاب کو (progeny testing) کہتے ہیں۔ موجودہ دور میں جانوروں کے انتخاب کا یہ نہایت ہی معتبر طریقہ ہے۔ اس طریقہ سے منتخب ہونے والی ماؤں کیلئے نسل کشی کیلئے استعمال کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا طریقہ انتخاب کے تحت سائنڈ جانور کے انتخاب پر کم و بیش دس سال کا عرصہ درکار ہوگا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس طریقہ انتخاب کے ذریعہ منتخب کردہ سائنڈ سے اس کی زندگی میں مطلوبہ مقاصد حاصل کیے جاسکیں گے۔ اس سوال کا سیدھا جواب یہ ہے کہ اس طریقہ سے منتخب کردہ سائنڈ کا مادہ تولید اس کے سن بلوغت کو پہنچنے کے ساتھ ہی محفوظ کرنا شروع کر دیا جاتا ہے جب کہ یہ ابھی پرکھ کے مراحل میں ہوتا ہے۔ منتخب قرار دیئے جانے کے بعد اس کے محفوظ کردہ مادہ تولید کے بذریعہ جدید نسل کشی مطلوبہ جانوروں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پرکھ کے تمام مراحل سے گزرنے کے بعد جو سائنڈ انتخابی فہرست میں شامل نہ ہو سکیں ان کا مادہ تولید ضائع کر دیا جاتا ہے۔

ادارہ تحقیقات افزائش حیوانات بہادر نگر اوکاڑا میں بھینسوں کی ترقی کے لئے 1984ء سے ایک منصوبہ پر کام ہو رہا ہے۔ جس کے تحت پرائیویٹ سیکٹر میں موجود بھینسوں کو رجسٹر کر کے ان کے ریکارڈ محفوظ کئے جا رہے ہیں۔ اس ریکارڈ کی بنیاد پر سائنڈ جانوروں کی ماؤں کا انتخاب کر کے اس سے زیادہ سے زیادہ سائنڈ پیدا کیے جا رہے ہیں۔ جنہیں حکومت پنجاب خرید کر ان کے مادہ تولید کو محفوظ کر رہی ہے اور جس علاقہ میں اس کی ضرورت ہوتی ہے جدید نسل کشی کے مراکز کے ذریعے تخم ریزی کی سہولت مہیا کی جا رہی ہے۔

وہ بھینس پال حضرات جن کے ہاں جدید نسل کشی کی سہولت دستیاب ہے وہ اپنی بھینسوں کی تخم ریزی جدید نسل کشی کے مراکز سے کرایا کریں۔ اس طرح ان کی بھینسوں کی آئندہ نسل بہتر ہوگی۔ جو حضرات جدید نسل کشی کے مراکز دور ہونے کے باعث قدرتی طریقہ نسل کشی اختیار کرنے پر مجبور ہیں۔ سفارش کی جاتی ہے کہ وہ نسل کشی کیلئے ایسے سائنڈ استعمال کریں جن کا پیداواری ریکارڈ موجود ہو۔ سرکاری مویشی فارموں سے پیداواری ریکارڈ رکھنے والے کئے نسل کشی کے مقاصد کے لئے قیمتاً فراہم کیے جاتے ہیں۔

سن بلوغت:

ہمارے ملک میں نیلی راوی نسل کی بھینس کی عمر بلوغت 3 سال اور کنڈی بھینس کی ساڑھے تین سال کے لگ بھگ ہے۔ اگر جانور کی نگہداشت اور خوراک کے معیار کو بہتر بنایا جائے تو اس عرصہ میں مزید کمی کی جاسکتی ہے۔ عام مشاہدہ میں آیا ہے کہ ہمارے جانور پال حضرات جانور کی خوراک میں مقوی راشن (ونڈہ) کا استعمال نہیں کرتے اور جانور کی خوراک کا زیادہ تر حصہ سبز یا خشک چارہ۔ بھوسہ اور پرالی وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ کسانوں کی قلیل تعداد صرف دو دھیل جانوروں کی خوراک میں مقوی راشن (ونڈہ) کا استعمال کرتی ہے۔ اور وہ بھی محدود عرصہ کیلئے علاوہ ازیں ونڈہ کھلانے سے متعلق جانور کی جسمانی اور پیداواری ضرورت کو بھی مد نظر نہیں رکھا جاتا۔ تحقیقی اداروں میں کی جانے والی تحقیق کے تازہ ترین نتائج سے ثابت ہوا ہے کہ مقوی راشن اوائل عمر میں اگر جھوٹیوں اور وٹریوں کی خوراک کے لازمی جزو کے طور استعمال کیا جائے تو ان میں جنسی تحریک کا آغاز بہت جلد ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ابتدائی عمر میں ونڈہ کھلا کر ان کی عمر بھر میں ایک اضافی بیانت حاصل کرنا ممکن ہے۔ دو دھیل جانوروں کی خوراک میں ونڈہ کا استعمال ان کی جسمانی اور پیداواری ضرورت کے مطابق کیا جائے تو یہ دودھ کی پیداوار میں اضافہ ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ جلد بار آور ہو کر وقفہ بیانت میں کمی کا باعث ہوں گے۔

جنسی تحریک:

بھینسوں کی کثیر تعداد میں جنسی تحریک کی مخفی حالت مالکان کیلئے اکثر پریشانی کا باعث بنتی ہے۔ بہار کی علامات کی حدود 3 گھنٹے سے 49 گھنٹے تک پھیلی ہوئی ہیں۔ جن کیلئے اوسط وقت 20 گھنٹے ریکارڈ کیا گیا ہے۔ صرف 24 فیصد بھینسوں میں بہار کی واضح علامات دیکھنے میں آئی ہیں۔ یہ علامات جھوٹیوں میں 18 گھنٹے اور بھینسوں میں 22 گھنٹے کے بعد غائب ہو جاتی ہیں۔ یہ ایک تحقیقی مطالعے سے ثابت ہوا ہے کہ بھینسوں کی اکثریت میں بہار کا ظہور غروب آفتاب کے بعد شدت پذیر ہو جاتا ہے جو نصف شب کو عروج پر ہوتا ہے طلوع آفتاب کے بعد شدت میں کمی واقع ہونی شروع ہو جاتی ہے اور دن کے 12 بجے نقطہ زوال کو چھو رہا ہوتا ہے۔

بیضہ دانی سے بیضہ کے اخراج کا وقت قرار حاصل کیلئے اہمیت سے خالی نہیں۔ یہ عموماً جنسی تحریک کی علامات غائب ہونے کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ مالدین میں جنسی ملاپ یا تخم ریزی کا بہترین وقت یہی ہوتا ہے۔

شرح زرخیزی:

بھینس ایک طرح سے آبی حیات سے ملتا جلتا جانور ہے اور کیچڑ و دلدل میں لوٹ پوٹ ہونا اور پانی کے اندر کھیلنا کو دنا اس کی طبع میں شامل ہے۔ کیچڑ اور دلدل والی جگہیں مختلف انواع جراثیم اور طفیلی کرموں کی نشوونما کیلئے سازگار ماحول مہیا کرتی ہیں اور جراثیم اور کرموں کی جانور کے اعضاء تولید تک رسائی بہت ہی سہل ہوتی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے بھینس جیسا جانور دیگر پالتو جانوروں کی نسبت جراثیم اور کرمی نقصانات کی جانب زیادہ مائل ہے۔ معیاری رکھ رکھاؤ نگہداشت کے باوجود بھینسوں میں شرح زرخیزی 70 یا 72 فیصد سے بڑھنے نہیں پائی کم شرح زرخیزی سے جہاں ڈیری فارم کے مالکان کو دودھ کی پیداواری میں کمی کے باعث معاشی نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے وہاں نقصان کی ایک وجہ کٹے کٹیوں کی تعداد میں کمی کی صورت میں سامنے آتی ہے جس کے سبب فارم سے غیر معیاری بھینسوں کی چھانٹی کے بعد ان کی جگہ لینے والی جھوٹیوں کی تعداد میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

شرح زرخیزی میں کمی کے اسباب غیر معیاری رکھ رکھاؤ اور نگہداشت، غیر متوازن خوراک، تخم ریزی یا جنسی ملاپ کا غیر موزوں وقت، کسی حد تک جینیاتی اہلیت و استطاعت اور بعض انتہائی مضرت قسم کے تولیدی امراض مشاہدہ میں آئے ہیں۔ ایک مشاہدہ میں کم شرح زرخیزی کا باعث بننے والے اہم تولیدی نقائص میں رحم کی سوزش اور اعضائے تولید کے ریشوں کا بڑھ کر ملحقہ پٹھوں سے چٹ جانا، بھینسوں اور جھوٹیوں میں بالترتیب 7.41 فیصد اور 1.25 ملاحظہ کی گئی۔ دوسرے مریض جانوروں میں جو کم شرح زرخیزی کا شکار تھے، اسباب رحم کی سوزش خستہ الرحم (بیضہ دانی) کے عمل میں رکاوٹ اور انکا جسامت میں چھوٹا ہونا یا آبلے دار ہونا پائے گئے۔ ان نقائص کی شرح گوشوارہ ذیل میں ملاحظہ کریں۔

بھینسوں اور جھوٹیوں میں تولیدی نقائص کی شرح

نمبر شمار	کیفیت مرض	بھینسوں میں	جھوٹیوں میں
1	رحم کی سوزش (فیصد)	37.8	27.50
2	بیضہ دانی کی کم جسامت اور عمل میں رکاوٹ (فیصد)	8.89	13.75
3	آبلہ دار بیضہ دانی (فیصد)	5.18	5.00

2- خوراک

بہترین کارکردگی کے حصول کے تحت جانور کی خوراک کی اہمیت کو اجاگر کرنے کیلئے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ حیوانی جسم پانی، نشاستہ دار اجزاء، لحمیات، روغنیات اور نمکیات سے مرکب ہے۔ عمر، فعلیاتی نظام کام کی نوعیت اور خوراک کا معیار وغیرہ چند ایسے عوامل ہیں جو جسم کے اجزائے ترکیبی پر نمایاں طور پر اثر انداز ہوتے ہیں اور جانور کے جسم میں ان اجزاء کی کمی بیشی کا عمل جاری رہتا ہے۔ مثلاً بھینسوں میں قرار حمل کے بعد جنین کا 95 فیصد حصہ پانی پر مشتمل ہوتا ہے۔ واضح حمل کے وقت بچے میں 75 سے 80 فیصد تک پانی ہوتا ہے۔ یہ مقدار عمر میں اضافے کیساتھ ساتھ کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بالغ جانور کے جسم میں روغنی اجزاء (چربی) کا ذخیرہ ہو جاتا ہے۔ بہت فربہ جانوروں میں پانی کی مقدار 50 فیصد سے بھی کم ہوتی ہے۔ جانور کے جسم میں نشاستہ دار اجزاء ایک فیصد سے بھی کم ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ اجزاء جسم کو کام کرنے کیلئے وقت مہیا کرنے میں صرف ہو نیکی وجہ سے متواتر استعمال میں رہتے ہیں۔ لحمیات تمام جسم میں پائے جاتے ہیں اور اس لحاظ سے پانی کے بعد حیوانی جسم کے اہم رکن کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح روغنی اجزاء چربی کی شکل میں آنتوں اور گردن کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ نمکیات میں اہم کیلشیم اور فاسفورس ہیں جو ہڈیوں میں اور دانتوں میں پائے جاتے ہیں۔

جانوروں کو خوراک کھلانے کے تین اہم مقاصد ہیں

1- روزمرہ کے کام کاج اور چلنے پھرنے کے دوران صرف ہونے والی توانائی کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہونے والے خلیوں کی شکست و ریخت کی مرمت کرنا۔

2- جانوروں سے حاصل ہونے والی پیداوار مثلاً دودھ گوشت کی مقدار اور معیار میں اضافہ کرنا۔

3- جانوروں میں افزائش نسل کا فعل بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رکھنا۔

ہر مقصد حاصل کرنے کیلئے جانور کو مخصوص شیڈول کے مطابق خوراک فراہم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ شیردار بھینسوں، خشک اور حاملہ جانوروں، نوعمر جھوٹیوں اور شیر خوار کئے کیٹیوں کی غذائی ضروریات الگ الگ ہیں۔ ایسی خوراک جس میں جانور کی جسمانی ضروریات پوری کرنے والے تمام اجزاء موجود ہوں متوازن خوراک کہلاتی ہے۔ دودھ دینے والے جانوروں کو مناسب مقدار میں لحمیات پر مبنی خوراک فراہم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ دودھ میں لحمیات خاصی مقدار میں خارج ہوتے ہیں۔ لحمیات کے علاوہ شیردار جانوروں میں نمکیات کے حوالے سے کیلشیم اور فاسفورس کی اہمیت کو بھی مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ دودھ میں ان نمکیات کی کثیر مقدار خارج ہو جاتی ہے۔

حاملہ جانوروں کی خوراک میں مناسب مقدار میں کیلشیم فراہم کرنا اہمیت سے خالی نہیں جانوروں کے جسم میں کیلشیم کی کمی بعض اوقات بچہ کی ولادت کے فوراً بعد سوتک کے بخار (ملک فیور) کے عارضے کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ بار برداری یا کشادری جیسا مشقت کا کام کرنے والے جانوروں کی خوراک کا نشاستہ دار اور روغنی اجزاء سے بھرپور ہونا بہت ضروری ہے۔ گوشت کیلئے فربہ کئے جانے والے کٹوں کی خوراک میں بھی نشاستہ دار اجناس کی بکثرت فراہمی سے مطلوبہ مقصد حاصل ہوگا۔

جانوروں کی خوراک کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یعنی چارہ اور مقوی (راشن یا ونڈہ) چارہ خوراک کا وہ غالب حصہ ہے جو ہر قسم کے جانوروں کو عمر کے تمام مراحل میں کھلایا جاتا ہے۔ چارہ سبز اور خشک دونوں حالتوں میں کھلایا جاسکتا ہے۔ بھوسہ، پرالی اور خشک گھاس سال بھر بطور خشک چارہ استعمال کر کے چارے کی بہتات کے ایام میں چری، مکئی، باجرہ، جوی یا کوئی اور دستیاب چارہ خشک کر کے چارے کی کمی کے ایام میں استعمال کے لئے محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ خشک حالت میں محفوظ کر کے رکھنے سے چارے کی غذائیت میں کمی نہیں آتی البتہ مختلف چارہ جات میں غذائی اجزاء کا تناسب چارے کی قسم، کٹائی کے مراحل اور زمین میں کیمیائی و معدنی اجزاء کی موجودگی پر موقوف ہے۔ جانوروں میں مختلف قسم کے چارہ جات کیلئے پسندیدگی کا رجحان بھی مختلف پایا گیا ہے۔ اسی وجہ سے جانور بعض چاروں کو رغبت سے کھاتے ہیں اور بعض کو نہیں، بعض چارہ جات ونڈہ کھلائے بغیر بھی جانوروں کی جسمانی ضروریات پوری کر دیتے ہیں۔ لیکن اکثر چارہ جات کے ہمراہ جانوروں کو ونڈہ کی اضافی مقدار کھلائے بغیر پیداوار کا مطلوبہ ہدف حاصل نہیں ہو سکتا۔

ادارہ تحقیقات افزائش حیوانات بہادر نگر، اوکاڑا پر کئے گئے ایک تحقیقی سروے کے دوران جمع کردہ معلومات کے تجزیہ کے بعد کا شکار اور جانور پال طبقہ میں جانور کو ونڈہ کھلانے کی بابت عجیب صورت حال سامنے آئی۔ یہ لوگ صرف شیر دار گائے بھینسوں کو ونڈہ کھلانے پر یقین رکھتے ہیں حالانکہ جدید تحقیق کے نتائج سے ثابت ہو چکا ہے کہ نوعمری میں دھڑیوں اور جھوٹیوں کو مقوی راشن پر مبنی متوازن خوراک مہیا کرنے سے یہ خاصی مدت پہلے سن بلوغت کو پہنچتی ہیں۔ نیز دوران حمل بھینسوں کو راشن کھلانے سے کٹے کیٹوں کے پیدائشی وزن زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ امر چندان وضاحت طلب نہیں کہ پیدائشی طور پر کمزور کٹے کیٹوں پر بیماریاں جلد حملہ آور ہوتی ہیں اور یہ اوائل عمر میں ہی لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔ ماہرین نے تجربات کے بعد شیر خوار کٹے کیٹوں اور بچھڑے بچھڑوں اور کٹوں کو پلائے جانے والے دودھ کی خاصی مقدار پجائی جاسکتی ہے۔ یہ دودھ نہ صرف انسانی استعمال میں لایا جاسکتا ہے بلکہ کمرشل ڈیری فارمر اس طرح اپنے ڈیری فارم کی آمدنی میں خاصہ اضافہ کر سکتا ہے۔

جانوروں کو کھلائی جانے والی خوراک کا معیار اور مقدار خاصہ غور طلب معاملہ ہے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ چارہ کی ہر قسم غذائی اعتبار سے دوسری سے مختلف ہے لیکن اس حقیقت سے کا شکار اور جانور پال طبقہ کی قلیل تعداد آشکارہ ہے کہ چارہ کی ہر فصل پھول آنے کے مرحلہ سے قبل غذائیت سے بھرپور ہوتی ہے اور پودوں میں پھول آکر بیج بننے کے ساتھ ہی غذائیت بیج میں منتقل ہو جاتی ہے اور اس کا قلیل حصہ تنا میں باقی رہتا ہے۔

چنانچہ ہر قسم کے سبز چارے کے حیوانی خوراک کے طور پر استعمال کا بہترین وقت پھول آنے سے قبل کا وقت گردانہ گیا ہے اس مرحلہ پر پودے میں سبز مادہ کی مقدار بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے اور جانور بھی اسے شوق سے کھاتے ہیں۔ ایک بھینس کو روزانہ سبز چارہ کی کتنی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کیلئے ابھی تک کوئی لگا بندھا اصول طے نہیں ہوا۔ جانور کے وزن اور

جسامت کو مد نظر رکھتے ہوئے 40 سے 70 کلو گرام یومیہ تک سبز چارہ فی بھینس کھلانے کی سفارش کی جاتی ہے۔

ہمارے جانور پال طبقہ میں مقوی راشن کے طور پر کھل بنولہ کا استعمال قدیم روایت کے طور پر کیا جاتا ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نہایت آسانی سے دستیاب ہے اور بنے بنائے وٹڈہ کے طور پر استعمال میں لائی جاتی ہے۔ تھوڑا عرصہ قبل ماہرین خوراک نے مختلف زرعی اور صنعتی فاضل اجزاء کے استعمال سے جانوروں کیلئے ایسے ایسے غذائی آمیزے مرتب کر لئے ہیں جو غذائیت کے اعتبار سے کھل بنولہ کے برابر لیکن ان پر اٹھنے والے اخراجات کھل کے انصف ہیں۔ زراعت اور صنعت کے متعلق یہ باقیات کچھ عرصہ قبل بیکار سمجھ کر ضائع کر دی جاتی تھیں۔ حال ہی میں سائنسی تحقیق نے ترقی کی نئی نئی راہیں اجاگر کی ہیں اور زرعی صنعتی مصنوعات کو جانوروں کی خوراک میں استعمال کے کامیاب تجربات نے ثابت کیا ہے کہ جانوروں کی خوراک میں نشاستہ دار اجزاء روغنات اور لحمیات کے علاوہ حیاتین اور نمکیات مناسب مقدار میں فراہم کر کے اسے متوازن بنانے اور ملک میں سستے پیمانے پر دودھ اور گوشت پیدا کرنے میں زراعت اور صنعت سے تعلق رکھنے والے یہ فاضل اجزاء انتہائی اہمیت کے حامل ہیں اور ضمنی مصنوعات کے استعمال سے جانوروں کی خوراک کے معیار کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ اس کے اخراجات کو بھی خاطر خواہ حد تک کم کیا جاسکتا ہے۔ یہ ضمنی مصنوعات چونکہ انسانی استعمال کے قابل نہیں ہوتیں اس لئے سستے داموں با افراط دستیاب ہیں۔ جبکہ دیگر اجناس انسانی استعمال میں آنے کی وجہ سے مہنگے ہوتے ہیں۔ اس قسم کی ضمنی مصنوعات درج ذیل ہیں

- | | |
|--------------------------|-------------------------|
| 1- خون | 6- گندم کا چوکر |
| 2- راب / شیرہ | 7- سیٹ گلوٹن / کھل مکئی |
| 3- گنے کا پھوگ | 8- گوار میل |
| 4- ہڈیاں | 9- خشک مچھلی فیش میل |
| 5- چاول کا پاؤڈر اور پھک | 10- یوریا |

ہر شہر کے مذبح خانوں میں روزانہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں جانور ذبح ہوتے ہیں۔ جس سے ٹنوں کے حساب سے خون حاصل ہوتا ہے۔ راب اور گنے کا پھوک شکر کے کارخانوں میں با افراط دستیاب ہے۔ ایسے کارخانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ہڈیاں، چاول کا پاؤڈر اور پھک، گندم کا چوکر، کھل مکئی اور گوار میل متعلقہ کارخانوں سے ارزاں قیمت پر حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ مچھلی کو خشک کر کے اس کا سفوف تیار کرنے کے کارخانے کراچی میں لگ چکے ہیں۔ جانوروں کی خوراک میں ان اشیاء کا استعمال چنداں حیران کن نہیں البتہ یوریا کا استعمال بطور تغذیہ حیوانات ایک حیران کن بات ہے جو ایک عرصہ تک تحقیقی ماہرین کی جستجو کا موضوع بنا رہا ہے۔ یوریا ایک غیر لحمیات نائٹروجن کا مرکب ہے۔ جدید تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ جگالی کرنے والے جانوروں میں معدے کے جراثیم یوریا کو جزو بدن بنا کر لحمیات مہیا کرنے کا آسان ذریعہ ہیں۔ یوریا میں 40 فیصد نائٹروجن پائی جاتی ہے اور یہ نشاستہ دار اجزاء بکثرت فراہم کرنے سے خوراک کو متوازن بنانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ دودھ دینے والے جانوروں کی خوراک میں یوریا لحمیات کے بہترین نعم البدل کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ جانوروں کے مقوی راشن میں یوریا 2 سے 3 فیصد تک بغیر کسی نقصان کے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ نیز اس کا 4 فیصد کا محلول توڑی اور پرالی پر چھڑکا کھلانے سے بہترین نتائج حاصل ہوئے ہیں۔

ذیل میں شیردار اور خشک بھینسوں کے علاوہ فربہ کئے جانے والے کٹوں اور شیر خوار بچوں کیلئے چند ایسے غذائی آمیزوں کے فارمولے درج ہیں جن میں مختلف اقسام کی مہنگی کھلوں مثلاً بنولہ، تارا میرا، اور توریا کی مقدار کم کر کے ان کی جگہ یوریا اور دیگر اجزاء شامل کئے گئے ہیں۔ جس سے راشن کی کوالٹی ہرگز متاثر نہیں ہوتی لیکن اس کی قیمت میں بلاشبہ کمی واقع ہوئی ہے۔

زرعی و صنعتی اجزاء پر مشتمل چند سستے اور متوازن غذائی آمیزے

شیردار بھینسوں کے لئے

نام اجزاء	فیصد تناسب
1- کھل بنولہ	18
میٹا گلٹن فیڈ (20 فیصد)	20
چوکر گندم	35
راب (شیرا)	25
نمک خوردنی	1
چورہ ہڈی یا کیلشیم ڈائی فاسفیٹ	1
میزان	100
2- کھل سرسوں / توریا یا بنولہ	50
چوکر گندم	33
راب (شیرا)	15
نمک	1
چورہ ہڈی	1
میزان	100

خشک بھینسوں کے لئے

فیصد تناسب	نام اجزاء
18	کھل توریہ
20	شیرا (راب)
60	یوریا سے سپرے شدہ توڑی
1	نمک خوردنی
1	چورہ ہڈی
100	میزان

فربہ کیے جانے والے کٹوں کے لئے

فیصد تناسب	نام اجزاء	
24	میٹا گلٹن فیڈ (30 فیصد)	-1
16	چوکر گندم	
1	یوریا	
25	راب (شیرہ)	
32	توڑی	
1	نمک خوردنی	
1	چورہ ہڈی	
100	میزان	
10	کھل سرسوں	-2
20	چوکر گندم	
2	یوریا	
30	راب (شیرہ)	
36	توڑی	
1	نمک خوردنی	
1	چورہ ہڈی	
100	میزان	

شیر خوار کٹوں کے لئے دودھ کا متبادل غذائی آمیزہ

نام اجزاء	فیصد تناسب
کھل، بولہ	25
جوی یا دلیہ گندم	20
میٹا گلٹن فیڈ (20 فیصد)	14
چوکر گندم	14
راب (شیرہ)	35
آمیزہ معدنیات	0.5
نمک خوردنی	0.5
میزان	100

3- رکھ رکھاؤ اور نگہداشت:

جانوروں کا رکھ رکھاؤ اور نگہداشت ان کی صحت اور پیداوار پر یقیناً اثر انداز ہوتے ہیں۔ رکھ رکھاؤ کے ضمن میں جانوروں کے باڑے کیلئے جگہ کے انتخاب، باڑے کا گردنواح، باڑے کا رخ اور اس کی تعمیر میں درکار تکنیکی نقاط انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ باڑے کی تعمیر کے دوران سہو ایلا علمی کی وجہ سے پیدا شدہ رخنے بعض اوقات مالکان کیلئے طویل عرصہ تک پریشانی کا باعث بنے رہتے ہیں۔ جانوروں کا باڑہ ہمیشہ گردنواح سے اونچی سطح پر تعمیر کرنا چاہیے۔ نشیبی جگہوں پر تعمیر شدہ باڑے برسات کے موسم میں جمع شدہ پانی کی وجہ سے نہ صرف گر سکتے ہیں بلکہ اس طرح پیدا شدہ ماحول وبائی امراض پھونکنے کے امکانات پیدا کرتا ہے۔ باڑے کے ارد گرد سایہ دار درخت لگا دیئے جائیں تو یہ باڑے کو ٹھنڈا رکھنے کے ساتھ ساتھ ماحول کو خوبصورت بنانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ باڑا لمبائی کے اعتبار سے شرقاً غرباً اور چوڑائی کے اعتبار سے شمالاً جنوباً ہونا چاہیے۔ اس سمت میں تعمیر کردہ باڑوں میں ہر موسم میں دھوپ کا گزربا آسانی ہوتا ہے جو جراثیم کش ہونے کیساتھ ساتھ باڑے کو خشک کر کے جانوروں کو آرام مہیا کرنے میں مدد دیتی ہے۔ باڑا اس قدر کشادہ ہونا چاہیے کہ جانور اس میں تکلیف محسوس نہ کریں۔ ماہرین نے باڑے میں ہر بھینس کیلئے 40 مربع فٹ چھتی ہوئی اس سے دوگنی کھلی جگہ فراہم کرنے کی سفارش کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ 25 بھینسوں کیلئے ایک ہزار مربع فٹ کا شیڈ جس کے سامنے دو ہزار مربع فٹ کا صحن ملحق ہو موزوں رہے گا۔ اس باڑے کے طویل و عرض 25x40 فٹ یا 20x50 فٹ رکھے جاسکتے ہیں۔ اتنے ہی طول و عرض کا باڑا ایک سال سے زائد عمر کی کٹیوں اور جھوٹیوں کی دوگنی تعداد سامنے کیلئے کافی سمجھا جاتا ہے۔ شیڈ کی بلندی ہر قسم کے جانور کیلئے کم از کم دس فٹ ہونی ضروری ہے۔ شیڈ پر ابتدا میں زیادہ سرمایہ لگانے کی ضرورت نہیں عمارت ایسی تعمیر کرنی چاہیے جو سستی ہونے کے ساتھ ساتھ پائیدار اور دیر پا ہو، تین اطراف سے پختہ اینٹوں کی دیوار اور سامنے ستون کھڑے کر کے چھت پرٹی آئرن اور ایسبٹاس کی چادریں ڈالی دی جائیں تو جانوروں کیلئے ایک پائیدار اور سستی رہائش گاہ تیار ہو جاتی ہے۔ جاڑے کے موسم میں ستونوں کا درمیانی خلا ٹاٹ یا چمک وغیرہ لگا کر بند کیا

جاسکتا ہے۔ سانڈ جاموش، بھینسوں، جھوٹیوں اور شیر خوار کٹے کیٹوں کے علیحدہ علیحدہ شیڈ تعمیر کرنے کے علاوہ ایک سٹور ملک ریکارڈ اور ٹوکہ مشین کیلئے کمرہ جات کی تعمیر بھی ذہن میں رکھنا ہوگی۔

شیر دار بھینسوں کی نگہداشت:

جسمانی ضرورت کے مطابق خوراک فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مناسب دیکھ بھال جانوروں سے حاصل ہونے والی دودھ یومیہ پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ گرمی کے موسم میں درجہ حرارت اور ہوا میں نمی کی مقدار میں اضافہ پیداوار کو بری طرح متاثر کرتا ہے۔ لہذا گرمی کے موسم میں کم از کم دودھ نہلانا ضروری ہے۔ ادارہ تحقیقات افزائش حیوانات، بہادر نگر اوکاڑا میں ایک تحقیقی مطالعہ کے دوران گرمی کے موسم میں شیر دار بھینسوں کو مصنوعی ٹھنڈک فراہم کر کے ان کی پیداوار کا جائزہ لیا گیا۔ اس معاملہ میں مساوی پیداوار دینے والی بھینسوں کے مساوی تعداد رکھنے والے تین گروپ الگ الگ ماحول میں رکھے گئے۔ ایک گروپ کو دن کے اوقات میں کھلی فضاء میں درختوں کے سائے میں رکھا گیا۔ دوسرے گروپ کو ایسے ڈیری شیڈ میں رکھا گیا جس میں بجلی کے پنکھے نصب تھے اور چھڑکا کر ٹھنڈا بھی کیا گیا تھا جبکہ تیسرے گروپ کو ڈیری شیڈ میں صرف پنکھے کی ہوا فراہم کی گئی اور درجہ حرارت اور ہوا میں نمی کا یومیہ ریکارڈ مرتب کیا گیا۔ مطالعہ اوائل جون سے وسط دسمبر تک جاری رہا۔ تجربہ کے اختتام پر ثابت ہوا کہ درختوں کے نیچے کا درجہ حرارت اور ہوا میں نمی مقابلتہ کم تھی اور یہاں رکھے گئے جانوروں نے دیگر دونوں شیڈوں کے نیچے رکھے گئے جانوروں کی نسبت زیادہ مقدار میں خوراک کھائی اور زیادہ دودھ دیا۔ ایک شیر دار بھینس کی اگر صرف ایک وقت کی خوراک میں معمولی کمی کر دی جائے یا ایک دن پانی وقت پر نہ پلایا جائے تو کمی فوراً اگلے وقت کے دودھ کی مقدار میں کمی کی صورت میں ظاہر ہو جائے گی۔

یہ حقیقت دلچسپ اور سبق آموز ہے کہ جانور جیسی عقل و شعور سے تہی دست مخلوق بھی اوقات اور عادات کی پابندی کرتی ہے۔ لہذا جانوروں کو خوراک دینے اور دودھ دوہنے کے اوقات مقرر کر لینے چاہئیں معمول بدلنے سے جانور بے قابو ہو سکتے ہیں۔ فارم پر دودھ دوہنے کے عمل سے دو گھنٹے پہلے جانوروں کو اس کام کے لئے تیار کرنا اہمیت سے خالی نہیں۔ اس ضمن میں جانور کا تمام جسم بالخصوص پیچھے حصہ کے اعضاء مثلاً حوانہ، تھن، ٹانگیں اور دم وغیرہ کی صفائی اور کھرکنا کا استعمال بہت اہم ہے۔

دودھ دوہنے کے وقت کی پابندی کے ساتھ ساتھ ایک ہی گوالے سے مخصوص جانوروں کا دودھ دوہنے کا انتظام بھی کرنا چاہیے۔ تجربہ کار اور جلد دودھ دوہنے والے گوالے جانور سے کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ دودھ لے سکتے ہیں۔ دودھیل جانور کے قریب شور و غل سے جانور برہم ہو جاتے ہیں اور دودھ روک لیتے ہیں۔ دودھ دوہنے کے دوران دودھ کی آخری دھار سے چکنائی کا تناسب زیادہ یعنی 6.8 فیصد ریکارڈ کیا گیا ہے۔ جبکہ ابتدائی اور درمیانی دھاروں میں یہ تناسب 1.9 سے 2.3 فیصد تک ملاحظہ کیا گیا۔

حاملہ بھینسوں کی نگہداشت:

حاملہ جانوروں کو درحقیقت دوہرے فرائض سرانجام دینے ہوتے ہیں۔ یعنی جسمانی صحت کی بحالی اور دودھ کی فراہمی کے علاوہ رحم میں بچے کی نشوونما اور پرورش ان دو کاموں کو بطریق احسن سرانجام دینے کے لئے جانور کو وافر غذائی اجزاء کی ضرورت ہوتی ہے۔ خوراک میں کمی کا فوری اثر یہ ہوتا ہے کہ جانوروں کی صحت گر جاتی ہے جس کے نتیجے میں بچے کی نشوونما متاثر

ہوتی ہے اس طرح بچے کمزور اور لاغر پیدا ہوتے ہیں۔

اگر آپ ڈیری فارم کی بھینسوں کے پیداواری ریکارڈ مرتب کر رہے ہیں تو تخم ریزی کی تاریخ دیکھ کر بچہ دینے کی تاریخ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ دودھ دینے والی بھینسوں کا دودھ بچہ دینے سے کم و بیش دو ماہ قبل خشک کر کے انہیں عمدہ قسم کی خوراک شروع کرنی چاہیے۔ جو ونڈے اور اعلیٰ قسم کے سبز چارے پر مشتمل ہو۔ اس طرح نہ صرف رحم کے اندر بچے کا غذائی ضروریات پوری پوری مہیا ہوں گی بلکہ بچے کی ولادت کے بعد پیدا ہونے والے مسائل مثلاً زچہ کا سوتک کے بخار میں مبتلا ہونا بچہ کا کمزور اور لاغر ہونا وغیرہ سے نجات ملے گا۔

حالیہ تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ حاملہ جانوروں کو بچے کی پیدائش سے دو ماہ قبل اس قسم کی عمدہ خوراک فراہم کرنے سے نہ صرف بچے تندرست اور توانا پیدا ہوتے ہیں بلکہ جانوروں کی دودھ کی پیداوار اور اس میں روغنی اجزاء کے تناسب میں نمایاں اضافہ ہوتا ہے۔

زیادہ مقدار میں دودھ دینے والی بھینسوں کا دودھ خشک کرنے سے قبل احتیاط ضروری ہے کہ پہلے اس کی خوراک کم کر دی جائے تاکہ اس کا دودھ کم ہو جائے بعد ازاں اسے دو وقت کی چوائی سے ایک وقت کی چوائی پر لایا جائے لیکن چوائی کے دوران حوانہ کو مکمل طور پر خالی کر لیا جائے۔ اس عمل کے ذریعے مرحلہ وار دودھ خشک کیا جائے۔ دودھ دوہنے کا عمل اچانک بند کر دینے سے حوانہ کی سوزش کا شدید خطرہ موجود رہتا ہے۔

بچہ جننے سے تین چار روز قبل اور بعد جانور کو پینے کیلئے گرم پانی اور کھلانے کیلئے زود ہضم اور قبض کشا خوراک دیں۔ نیز اسے ہر قسم کے شدید موسم سے محفوظ رکھیں کیونکہ اس مرحلہ پر مختلف بیماریاں با آسانی حملہ آور ہو سکتی ہیں۔

وضع حمل کے بالکل قریب جانور کو بہت زیادہ آرام اور نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس موقع پر جانور کو ایک علیحدہ کمرے میں رکھیں جس کا فرش صاف ستھرا اور جراثیم سے پاک ہو۔ فرش پر پرالی کی موٹی تہ بچھالیں تاکہ اٹھنے بیٹھنے کے دوران جانور کو کسی قسم کی چوٹ کا خطرہ نہ ہو۔ بچہ کی ولادت کے دوران کسی قسم کی مداخلت سے ہر ممکن پرہیز کریں۔ اگر ضرورت پڑے تو وٹرنری ڈاکٹر کی خدمات طلب کی جائیں۔

شیر خوار کٹے کیٹوں کی نگہداشت:

شیر خوار کٹے کٹیاں مالکان کی خصوصی توجہ کے مستحق ہوتے ہیں کیونکہ یہ ڈیری فارم کی مستقبل کی بھینسیں ہیں اور فارم کی معیشت کا سارا انحصار ان پر ہوتا ہے۔ ڈیری فارم میں اموات کے سبب ہونے والے نقصان کی بڑی وجہ شیر خواری کی عمر میں بیماریوں کے حملے ہیں جو عموماً خوراک کے بارے میں غفلت برتنے سے لاحق ہو جاتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق شیر خوار کٹے کیٹوں میں 40 فیصد اموات صرف معدہ اور آنتوں کی خرابی کی وجہ سے ہوتی ہیں جس کی بڑی وجہ بچوں کو خوراک دینے کا غلط طریقہ ہے۔

اس ضمن میں بوہلی کی اہمیت اور فوائد کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ بوہلی اس دودھ کو کہتے ہیں جو بھینس بچے کی ولادت کے بعد پہلے تین دن دیتی ہے۔ پیدائش کے فوراً بعد تین دن تک ہر کٹے یا کٹی کو یہ دودھ جسمانی وزن کے دسویں حصہ کے برابر دو یا تین حصوں میں تقسیم کر کے 8 یا 12 گھنٹے کے وقفہ سے پلانا بہت ضروری ہے بوہلی کے اندر شیر خواری کی عمر میں بچے پر حملہ آور ہونے والی ممکنہ بیماریوں

کے خلاف دفاعی قوت کی خصوصیات ہوتی ہے۔ شیرخواری کی عمر تین ماہ یا 90 دن مقرر کی گئی ہے۔ اس عرصہ کے دوران ڈیری مالکان میں بچوں کو ماں کے تھنوں سے براہ راست دودھ پلانے کا طریقہ روایتی شکل اختیار کر چکا ہے جو کہ انتہائی خطرناک ہے۔ اس طریقہ پر دودھ پلانے سے اکثر و بیشتر بچہ اپنی جسمانی ضرورت سے زیادہ دودھ پی لیتا ہے۔ جس سے وہ اکثر سفید دستوں کی شکایت میں مبتلا رہتا ہے۔ یہ طریقہ ڈیری فارمنگ کے نقطہ نظر سے اس لیے بھی مفید نہیں کہ دودھ کی خاصی مقدار بچوں کی خوراک کے طور پر صرف ہو جاتی ہے۔ اگر بچوں کو ابتدائی چند ہفتے دودھ پر رکھنے کے بعد ان کی پرورش دودھ کے متبادل راشن پر کی جائے تو دودھ سے حاصل ہونے والی آمدنی میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

ماہرین نے شیرخوار بچوں کی پرورش مصنوعی طریقہ پر دودھ پلانے کے ذریعے کرنے کی سفارش کی ہے۔ اس طریقہ کے مطابق بچوں کو پیدائش کے تین دن بعد ماؤں سے علیحدہ کر کے ان کا دودھ چھڑا دیا جاتا ہے اور انہیں بالٹی یا نپل کے ذریعے دودھ پلانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ جو کہ پیچیدہ مسئلہ نہیں۔ اس مقصد کے لئے بھینسوں کی تربیت بھی کی جاتی ہے تاکہ وہ بچے کے بغیر دودھ اتار سکیں۔ ہمارے ملک کے متعدد سرکاری ڈیری فارموں پر شیرخوار کٹوں اور کچھڑوں کو دودھ پلانے کا یہی طریقہ رائج ہے۔

مصنوعی طریقہ سے خوراک دینے کے ضمن میں یہ امر خوب ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ دودھ پلانے والے برتنوں کو دودھ پلانے کے بعد دھو بی سوڈا کے استعمال سے دھو کر دھوپ میں خشک کیا جائے۔ برتنوں کی صفائی کے متعلق معمولی کوتاہی مختلف امراض کے جراثیم کو نشوونما کا موقع فراہم کرتی ہے۔

دودھ پلانے کے بعد بچوں کے منہ پر چھکا چڑھا دیا جائے تو بچے مٹی چاٹنے کی عادت سے محفوظ رہتے ہیں۔ بچوں کے باڑے کا پختہ فرش اس خطرے سے نجات میں اور بھی مدد دے گا۔

بچوں کو پلائے جانے والے دودھ کا درجہ حرارت بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ بچوں کے جسمانی درجہ حرارت کے مطابق ہونا چاہیے۔ جس کے ذریعے دودھ میں معمولی مقدار میں گرم پانی ڈالا جاسکتا ہے۔ یاد رہے کہ کٹوں کا جسمانی درجہ حرارت 37.7 درجہ سینٹی گریڈ ہوتا ہے۔

شیرخوار کٹوں کو پیدائش کے بعد دس دن تک صرف دودھ بطور خوراک دیا جائے۔ اس کے بعد جانوروں کے معدہ میں ٹھوس غذا ہضم کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اب چاہیں تو بھوسہ، اچھی قسم کا سبز چارہ، گھاس یا دانا وغیرہ کھلایا جاسکتا ہے۔

4- حفظانِ صحت اور انسداد و علاجِ امراض:

منافع بخش پرورش حیوانات کے لئے مالکان کو جانوروں کی رہائش گاہوں میں صفائی کے معیار اور حفظانِ صحت کے اصولوں سے پوری طرح آگاہ ہونا چاہیے، بیماریوں سے بچاؤ کسی جامع منصوبہ بندی کے بغیر ہرگز ممکن نہیں۔ تحفظِ امراض کے ضمن میں حفاظتی اقدامات کا علم از حد ضروری ہے۔ امراض کی اقتصادی اہمیت اور کسی وباء کے پھوٹ پڑنے پر فوری اقدامات ہر ترقی پسند کسان کی ضرورت ہے۔ بیماری دور کرنے اور صحت کا ملہ کو یقینی بنانے کے اقدامات کے مطالعے کا نام حفظانِ صحت ہے۔ جانوروں کی رہائش گاہوں کے اندر صحت و صفائی سے تعلق رکھنے والے متعدد عوامل مثلاً اندرونی و بیرونی ماحول، خوراک، پانی، ہوا، روشنی وغیرہ حفظانِ صحت کے اصولوں پر اثر

انداز ہوتے ہیں۔

زیر بحث عنوان کے تحت جانوروں کے امراض اور ان کے علاج کے بارے میں تفصیل سے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ایک عام کسان کیلئے اتنی معلومات کا ہونا کافی ہے کہ وہ جانور کی صحت اور بیماری کی حالت میں فرق محسوس کر سکے تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ اپنے علاقے کے قریبی شفا خانہ حیوانات میں جا کر جانور کا علاج کروا سکے تاہم چند اہم بیماریوں کے بارے میں مختصر معلومات فراہم کی گئی ہیں تاکہ مالکان کسی بیماری کے اچانک حملہ کی صورت میں اپنے جانوروں کو کسی حد تک بچا سکیں۔

صحت مند جانوروں کے کھانے پینے اور آرام کرنے کے معمولات میں باقاعدگی ہوتی ہے۔ اس کی نشست و برخاست کا انداز حسب معمول ہوتا ہے اور زندگی کی دوڑ دھوپ میں چاک و چوبند نظر آتے ہے۔ اس کے برعکس جانور میں درج ذیل علامات کی موجودگی بیماری کی نشاندہی کرتی ہے۔

- 1- بھوک میں کمی۔
- 2- دودھ وغیرہ کی پیداوار میں کمی۔
- 3- جگالی بند۔
- 4- جسم کی چمک غائب۔
- 5- آنکھ کی جھلی پر اجماع خون۔
- 6- خشک تھو تھنی۔
- 7- نتھنے باہر کو نکلے ہوئے۔
- 8- منہ سے جھاگ رواں۔
- 9- سانس لینے میں دشواری۔
- 10- آنکھوں کی اضطرابی کیفیت۔
- 11- چال میں سستی اور لڑکھڑاہٹ

جانوروں کی صحت کے بنیادی تقاضے:

- 1- ضرورت کے مطابق تازہ پانی اور پیٹ بھر کر متوازن اور خوش ذائقہ خوراک کی فراہمی۔
- 2- باڑے کے اندر موزوں درجہ حرارت اور تازہ ہوا کی فراہمی۔
- 3- باڑے کے اندر آزادانہ طور پر اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کیلئے مطلوبہ جگہ کی فراہمی۔
- 4- باڑے کے اندر روشنی کا معقول انتظام
- 5- بیماری یا حادثہ کی صورت میں تشخیص و علاج کا مناسب انتظام۔

جانوروں سے معیاری پیداوار حاصل کرنے کیلئے ان کی صحت کی طرف پوری توجہ دینا از حد ضروری ہے۔ بیماری سے بچاؤ کیلئے

صرف جانوروں کی رہائش گاہوں کی صفائی ہی کافی نہیں۔ بلکہ عمارات، فرش، دیواریں، کھڑکیاں، پانی کے نکاس کی نالیاں، احاطے، خوراک، بچھالی، بالٹیاں، دودھ کے برتن، گوالے اور ان کا لباس وغیرہ غرضیکہ جانوروں کے ساتھ واسطہ رکھنے والی ہر ایک چیز کی صفائی کا معیار مثالی ہونا چاہیے باڑہ جات کے فرش روزانہ دھو کر ان پر 2 فیصد فینائل یا کسی قسم کی کرم کش دوائی کے محلول کا چھڑکاؤ کرنا بہت ضروری ہے۔ دودھ دوہنے کے عمل میں بھی حفظانِ صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھا جائے۔ دودھ اور دودھ کی مصنوعات کو آلودہ ہونے سے محفوظ رکھا جائے۔

جراثیم کش عوامل:

دھوپ، گرمی اور تازہ ہوا بہترین قدرتی جراثیم کش عوامل کا کام کرتے ہیں۔ اس مقصد کیلئے استعمال میں آنے والے کیمیائی عوامل میں کلورین، الکلیز، آیوڈین، چونا، دھوبی سوڈا، کاسک سوڈا، پوٹاشیم پرمینگنیٹ، فینائل، ڈیٹول لائی سول، کریوسول، لسٹرین اور صابن شامل ہیں۔

بھینسوں کے بعض اہم امراض:

امراض کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یعنی کرمی امراض، متعدی امراض اور غیر متعدی امراض

کرمی امراض:

یہ امراض دو اقسام کے طفیلی کرموں کے سبب پیدا ہوتے ہیں۔

(الف) بیرونی کرموں سے پیدا ہونے والی بیماریاں:

یہ کرم جانور کے جسم کے اوپر پائے جاتے ہیں اور جانور کا خون چوس کر اسے نحیف اور لاغر کر دیتے ہیں۔ یا کسی دوسرے طریقے سے جانور کیلئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ ان میں مختلف اقسام کی کھیاں، جونیں، چچڑیاں شامل ہیں۔ بیرونی کرموں کے امراض سے تحفظ کیلئے جانوروں کے بال کاٹ کر ان پر کرم کش ادویات کا سپرے کرنا چاہیے۔ اس قسم کی ادویات کا سپرے باڑوں کے اندر کرنے سے بھی بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ آسن ٹول، نیکوان اور ڈی، ڈی، ٹی پاؤڈر اس مقصد کیلئے با آسانی دستیاب ہیں۔

(ب) اندرونی کرموں سے پیدا ہونے والی بیماریاں:

یہ امراض اس قسم کے کرموں سے پیدا ہوتے ہیں جو جانور کے جسم کے اندر رہتے ہیں۔ ان میں کرم ہائے جگر و معدہ بہت اہم ہیں جو چراگاہوں اور پانی کے جوہروں سے جانور کے جگر اور معدہ تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔

جگر اور معدہ کے کرم جانوروں کو بھوک میں کمی، بد ہضمی، قبض، کمزوری اور دستوں میں مبتلا کر کے شرح اموات میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ ہر دو اقسام کے کرموں کی تلفی کیلئے چراگاہوں میں نیلے تھوٹے کے دو فیصد محلول کے چھڑکاؤ کی سفارش کی جاتی ہے جبکہ بطور علاج کرم کش ادویات کا استعمال کیا جاتا ہے۔

شیر خوار کٹے کٹیوں کے معدہ میں گول اور لمبے کرم پائے جاتے ہیں اور پیدائش کے بعد شیر خواری کی عمر میں اموات کے سبب بنتے ہیں۔ شیر خوار کٹے کٹیوں کو ان کرموں سے نقصان دہ اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے کرم کش ادویات مثل ٹل ورم، سسٹامکس، اوکسافیکس اور انڈکس کا استعمال سودمند رہتا ہے۔

متعدی امراض:

ان امراض کے لاحق ہونے کا سبب جراثیم ہوتے ہیں جو ہوا، پانی، خوراک، باہمی قرب اور جنسی ملاپ کے ذرائع سے ایک جانور سے دوسرے جانور تک منتقل ہوتے ہیں۔ بھینسوں کے اقتصادی اہمیت کے حامل چند متعدی امراض حسب ذیل ہیں۔

حوانہ کی سوزش:

اس مرض کا سبب کئی قسم کے خورد بینی جراثیم ہیں جو دودھ دوہنے کے عمل میں حفظان صحت کے اصولوں کو نظر انداز کرنے سے جانور کے حوانہ میں سرایت کر جاتے ہیں۔ مرض ایک تھن سے لے کر چاروں تھن تک متاثر کر سکتا ہے۔ انٹی بائیوٹک ادویات کے ذریعے علاج کرنے سے صحت یابی ممکن ہے۔ غفلت سے بعض اوقات متاثرہ تھن یا مکمل حوانہ بھی ضائع ہو سکتا ہے۔ احتیاط کے طور پر کبھی کبھی لیبارٹری سے دودھ کا معائنہ کرواتے رہنا فائدے سے خالی نہ ہوگا۔

گل گھوٹو:

یہ نیشی علاقوں کا مرض ہے جو مون سون یا سردیوں کی بارشوں میں وبا کی صورت اختیار کر کے آنا فانا گائے بھینسوں کی بڑی تعداد کو لقمہ اجل بنادیتی ہے۔ اس مرض کا سبب ایک خورد بینی جرثومہ ہے۔ جس کی نشوونما فضا میں نمی کی زیادتی سے تیز ہوتی ہے۔ تیز بخار، تنگی تنفس، گلے کے نیچے ورم، زبان کا رنگ نیلگوں اور خونی پچش مرض کی اہم علامات ہیں، سلفا گروپ کی ادویات علاج میں فوری موثر ثابت ہوتی ہیں۔ علاج میں تاخیر سے دم گھٹنے اور خونی پچش سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ جون اور نومبر میں مرض کے خلاف حفاظتی ٹیکہ لگوانا چاہیے۔

ماتایا موک:

وبا کی صورت میں ہر موسم میں نمودار ہونے والی اس بیماری کا سبب ایک وائرس ہے جو سرعت سے گائے بھینسوں کو اپنی لپیٹ میں لے کر بھاری شرح اموات کا موجب بنتا ہے۔ تیز بخار، خوراک اور جگالی بند، طبع سست، آغاز میں قبض، بعد ازاں سیاہی مائل بدبودار خون آلودہ دست، دو تین دن بعد منہ سے زرد مواد سے بھرپور چھالوں کا ظہور اس بیماری کی واضح علامات ہیں۔ نقاہت ہو کر چند ایام میں جانور کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ مرض کی تصدیق ہونے پر اینٹی رنڈرپسٹ سیرم کا ٹیکہ لگوانا چاہیے، مرض کے خلاف پہلا حفاظتی ٹیکہ چھ ماہ کی عمر میں اور دوسرا سال کی عمر میں لگوائیں، یہ دو ٹیکے جانور کو بیماری سے تا عمر تحفظ فراہم کرتے ہیں۔

منہ کھر کی بیماری:

یہ بھی وائرس کے ذریعے پھیلنے والا ایک وبائی مرض ہے جو عام طور پر موسم بہار میں گائے، بھینسوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔ تیز بخار، منہ اور کھروں کے درمیان چھالے، کھانے پینے اور چلنے پھرنے میں دشواری اور لنگڑاپن اس مرض کی علامات ہیں، بڑے جانوروں میں اموات بہت کم واقع ہوتی ہیں۔ علاج کیلئے سیرم کا ٹیکہ اور انسداد کیلئے حفاظتی ٹیکہ ماہ فروری اور دسمبر میں لگوانا چاہیے۔

وبائی اسقاط حمل:

اس مرض کا سبب ایک خوردبینی جرثومہ ہے جو باہمی قرب، خوراک، پانی اور جنسی ملاپ سے ایک جانور سے دوسرے جانور میں منتقل ہوتا ہے۔ جرثومہ نر اور مادہ کے تولیدی اعضاء میں پایا جاتا ہے۔ حاملہ بھینسوں میں حمل کے پانچویں اور ساتویں ماہ کے درمیان اسقاط حمل ہو جاتا ہے۔ اس مرض کی وجہ سے مالکان دودھ کی آمدنی کے علاوہ کٹوں کی آمدنی سے حاصل ہونے والی آمدنی سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ مرض میں مبتلا گائے یا بھینس تین چار مرتبہ اسقاط حمل کے بعد خود بخود ٹھیک ہو جاتی ہے۔ لیکن تین چار بچوں کا ضائع ہونا خاصا بھاری نقصان ہے۔ بیماری کا تدارک بذریعہ حفاظتی ٹیکہ کرنا چاہیے اور حفظان صحت کے اصولوں پر پابندی سے عمل کیا جائے قدرتی نسل کشی سے گریز کرنا چاہیے۔

غیر متعدی امراض

اچھارہ:

اس عارضہ کا سبب جانور کی خوراک میں بے قاعدگی یا سبز چارہ خصوصاً برسیم اور شفتل کا بکثرت استعمال ہے۔ جس سے جانور کے معدہ میں گیس جمع ہو جاتی ہے اور مناسب طور پر اخراج نہ ہونے سے جانور کا معدہ پھول جاتا ہے کوکھ باہر کو نکل آتی ہے اور جانور کو سانس لینے میں خاصی دقت پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ صورت حال دیر تک قائم رہے تو دم گھٹنے سے جانور کی موت واقع ہو سکتی ہے۔ علاج کے طور پر نصف لیٹر تیل سرسوں یا اسی میں 50 ملی لیٹر تیل تارپین ملا کر پلانے سے افاتہ ہو جاتا ہے۔ انتہائی ایمر جنسی کی صورت میں ٹروکار اور کنیولہ کا استعمال کیا جاسکتا ہے جس کیلئے خاصی مہارت درکار ہے۔

معدہ بند ہونا:

اس تکلیف میں معدے کے پہلے حصہ میں خوراک جمع ہو جاتی ہے اور ہضم نہیں ہوتی بیماری کا سبب ناقص، بدبودار اور پھپھوندی والی خوراک کا استعمال اور خوراک کے اوقات میں باقاعدگی ہے۔ مریض جانور سست ہو کر جگالی بند کر دیتا ہے۔ پیٹ میں درد محسوس کرتا ہے اور قبض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ علاج کیلئے دست آور ادویات مثلاً میکینیشیم سلفیٹ کا استعمال معدہ خالی کرنے اور تکلیف رفع کرنے میں اکیسر ثابت ہوتا ہے۔

سوتک کا بخار (ملک فیور):

یہ عارضہ عموماً زیادہ مقدار میں دودھ دینے والی بھینسوں کو بچہ دینے کے تقریباً 48 گھنٹے بعد ہوتا ہے۔ اس تکلیف کی فوری وجہ کیلشیم کی مقدار میں نمایاں کمی ہے۔ بیماری کے آغاز میں بھوک میں کمی، قبض اور بے چینی ہوتی ہے۔ بخار نہیں ہوتا اور جانور چھاتی پر سر رکھ کر نیم بے ہوشی کے عالم میں بیٹھ جاتا ہے جو بیماری کی مخصوص علامت ہے۔ سانس لینے میں دشواری پیش آتی ہے۔ جانور زبان باہر نکال دیتا ہے اور اُپھارے کی شکایت بھی عموماً ہو جاتی ہے۔

کیلشیم گلوکونیٹ کا ویدی یا عضلاتی ٹیکہ علاج میں بہت موثر ثابت ہوتا ہے۔ بچہ دینے سے تین چار دن قبل جانور کی خوراک میں بھاری مقدار میں حیاتین ”ڈ“ کا استعمال جو بچہ دینے کے دو دن بعد تک جاری رکھا جائے، بیماری روکنے میں مفید ثابت ہوا ہے۔

مویشوں کو متعدی بیماریوں کے حفاظتی ٹیکے لگوانے کا شیڈول

نام بیماری	علامات	ٹیکہ لگوانے کا موسم	عرصہ قوت مدافعت
گل گھوٹو	تیز بخار ہونا اور جگالی بند، گلے پر سوزش شدید حالت میں مریض چند گھنٹوں کے اندر اندر دم گھٹنے سے مر جاتا ہے	مئی، جون اور نومبر، دسمبر (سال میں دو مرتبہ)	چھ ماہ تک
چوڑے مار (بلیک کوارٹر)	ران یا شانے پر درم جو ابتداء میں گرم اور دبانی سے جانور درد محسوس کرتا ہے۔ دباؤ ڈالنے سے چرچراہٹ کی آواز نکلتی ہے۔ متاثرہ جانور لنگڑا کر چلتا ہے۔	مارچ، اپریل (سال میں ایک مرتبہ)	ایک سال تک
گولی سیٹ (انٹریکس)	ابتداء میں تیز بخار، بے چینی، آنکھیں سرخ اور متورم گوہر، پیشاپ میں خون کی آمیزش، جانور عموماً علامت ظاہر کے بغیر مردہ پایا جاتا ہے۔ موت کے بعد قدرتی سوراخوں سے بہتا خون جمتا نہیں۔	اگست	ایک سال تک
ماتا (رینڈر پیسٹ)	تیز بخار، قبض اور بے چینی، دو تین دن بعد تا لوموڑھے اور ہونٹوں پر پھنسیاں، خون آلود اور لیسدار موک	پہلا ٹیکہ چھ ماہ کی عمر میں، دوسرا ٹیکہ دو سال کی عمر میں	دوسرے ٹیکے کے بعد تا عمر تحفظ
منہ کھر	تیز بخار، منہ میں اور کھروں کے درمیان چھالے کھانے پینے اور چلنے میں دشواری، دوغلی اور ولایتی گائیوں میں یہ بیماری ستمبر، اکتوبر میں انتہائی شدید ہوتی ہے۔	فروری، مارچ	چھ ماہ تک

نبلی راوی بھینسوں کے ڈیری فارم کی تعمیر

سرمایہ کاری مستقل اخراجات

1000 مربع فٹ	25 بھینسوں کیلئے شیڈ کی تعمیر بحساب 40 مربع فٹ فی جانور
100	ایک سائڈ جاموش کیلئے شیڈ کی تعمیر بحساب 100 مربع فٹ فی جانور
500	25 کٹے کیٹوں کیلئے شیڈ کی تعمیر بحساب 20 مربع فٹ فی جانور
120	چوکیدار کیلئے 10'x12' کمرے کی تعمیر
120	10'x20' سٹور کی تعمیر
1920 مربع فٹ	کل رقبہ زیر تعمیر
480000	تعمیر اخراجات بحساب -/250 روپے فی مربع فٹ

رواں اخراجات

2500000	خرید 25 راس قریب الولادت بھینس بحساب 100000 روپے فی بھینس
110000	خرید ایک راس سائڈ جاموش بحساب 110000 روپے
30000	خرید ٹوکہ معہ موٹر بجلی
35000	زنجیر بالٹیاں، رسہ، دودھ کے برتن وغیرہ
60000	خرید ایک عدد خچر ہڑہ
2735000	میزان

چارہ جات کے پیداوار اخراجات مکئی + روانہہ (اخراجات فی ایکڑ)

1600 روپے	مکئی + روانہہ کی کاشت کیلئے خرید بیج مکئی 30 کلوگرام اور روانہہ 10 کلوگرام
4000	در بالترتیب -/30 روپے، -/70 روپے فی کلوگرام
	ڈی، اے، پی کھاد ایک بوری

1800	یوریا کھاد ایک بوری
800	فیورڈان گریولرز 7.5 کلوگرام 100 روپے فی کلوگرام
4000	اخراجات ڈیزل برائے تیاری زمین
12200	میزان
61000	15 ایکڑ مکئی + روانہ کے پیداوار اخراجات
سدا بہار چارہ (اخراجات فی ایکڑ)	
1800	15 کلوگرام بیج در-120 روپے فی کلو
4000	ڈی، اے، پی کھاد ایک بوری
1800	یوریا کھاد ایک بوری
800	فیورڈان ڈسٹ 7.5 کلوگرام در-100 روپے فی کلوگرام
4000	اخراجات ڈیزل برائے تیاری زمین
12400	میزان
62000	15 ایکڑ چارہ سدا بہار کے پیداوار اخراجات
برسیم + جوی (اخراجات فی ایکڑ)	
600	بیج برسیم 6 کلوگرام در-100 روپے فی کلوگرام
200	بیج جوی 10 کلوگرام در-20 روپے فی کلوگرام
4000	ڈی، اے، پی کھاد ایک بوری
1800	یوریا کھاد ایک بوری (نصف پہلی کٹائی + نصف دوسری)
4000	اخراجات ڈیزل برائے تیاری زمین
10600	میزان
106000	10 ایکڑ چارہ برسیم + جوی کے پیداوار اخراجات
229000	کل اخراجات برائے کاشت چارہ جات

راشن (ونڈہ)

22500	دودھیل بھینسوں کیلئے راشن بحساب 3 کلوگرام یومیہ (300x25x3)
1125	حاملہ بھینسوں کیلئے راشن بحساب 1.5 کلوگرام یومیہ (50x15x1.5)
2555	14 کٹیوں کیلئے راشن بحساب 0.5 کلوگرام یومیہ (365x14x0.5)
26180	ایک سال کیلئے راشن کی درکار شدہ مقدار
654500	راشن کی قیمت بحساب -/25 روپے فی کلوگرام

تنخواہ ملازمین:

288000	3 مستقل ملازم بحساب -/8000 روپے ماہوار برائے ایک سال
120000	ایک مستقل فٹشی بحساب -/10000 روپے ماہوار برائے ایک سال
408000	کل تنخواہ ملازمین

متفرق اخراجات

14000	ادویات، حفاظتی ٹیکہ جات اور تخم ریزی کے اخراجات
10000	بجلی کے اخراجات
80000	کل متفرق اخراجات
4106500	کل اخراجات

آمدنی

3420000	فروخت دودھ بحساب 300 لیٹر دودھ فی بھینس علاوہ 6600 لیٹر دودھ
	جوشیر خوار کٹوں کیوں کو پلایا گیا در 50 روپے فی لیٹر (68400x50)
180000	12 نوجوان کٹوں کی قیمت فروخت بحساب -/15000 روپے کٹا
	(50 فیصد زر + 50 فیصد مادہ، موت ایک عدد)
2500	ایک عدد کھال کی قیمت فروخت
1800000	فارم میں موجود 18 حاملہ بھینسوں کی قیمت بحساب 100000 روپے فی بھینس

434000	فارم میں موجود 7 خشک بھینسوں کی قیمت بحساب -/62000 روپے فی بھینس
420000	فارم میں موجود 12 نوجوان کٹیوں کی قیمت بحساب -/35000 روپے فی بھینس
	سامان مثل بالٹیاں، ٹب، زنجیر، دودھ کے برتن، کھریاں، نچر ریڑھ
123500	اور ٹوکہ وغیرہ کی مالیت 5 فیصد فرسودگی منہا کرنے کے بعد -/6500-13000
456000	تعمیر شدہ جگہ کی مالیت 5 فیصد فرسودگی منہا کرنے کے بعد (24000-480000)
6836000	کل آمدنی
2729500 روپے	منافع: (4106500-6836000)

اس فزیبلٹی رپورٹ کو دیکھ کر گائیوں اور بھینسوں کے چھوٹے بڑے فارم مقامی مارکیٹ کی قیمتیں لگا کر باآسانی بنا سکتے ہیں۔
نوٹ: ڈیری فارمنگ کے بارے میں اگر مزید معلومات درکار ہوں تو ان نمبروں پر فون کریں یا ای۔میل کریں۔

فون نمبر 044-2661181

044-2661093

dscipri@gmail.com